Research Journal Ulum-e-Islamia
Journal Home Page: https://journals.iub.edu.pk/index.php/Ulum-e-Islamia/
E-Mail:muloomi@iub.edu.pk ISSN: 2073-5146(Print) ISSN: 2710-5393(Online)
Vol.No: 32, Issue:01. (Jan-Jun 2025) Date of Publication: 23-05-2025
Published by: Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur

فتنہ انکار حدیث کے متعلق منتخب علمائے خیبر پختون خوا کی تصنیفی کاوشوں کا تحقیقی جائزہ

A Research Analysis of the Writings of Khyber Pakhtunkhwa Selected Scholars Regarding Fitna Inkar e Hadees

Hizb ullah
PhD Research Scholar in Islamic studies and Religious Affairs University of Malakand. Email:hizbullahgdcjowar@gmail.com

Dr.Najmul Hassan
Associate Professor in Islamic studies and Religious Affairs University of Malakand. Corresponding Author Email: najmulh639@gmail.com

Dr.Badshah Rehman
Associate Professor in Islamic studies and Religious Affairs University of Malakand. Email:badshahrehman@uom.edu.pk

Abstract:

Islam is based on the Quran and Hadith, which are its two main sources. Argumentation based on Greek philosophy is one of the changes in the religion that led to deviant trends and intellectual divisions in the Muslim world. One of the sects that emerged from such discussion was the Mu'tazilah. When they felt the Qur'an and the Sunnah disagreed, they prioritized intellect over the revealed texts of the Qur'an and the Sunnah. This mindset set a negative example for all following parties that sought to override the Qur'an and the Sunnah with reason and desire. Even today, many modernists and so-called reformists still adhere to their convictions, which have led to a complete denial of the Hadith's authority.

Mainstream Muslim academics from around the world denounced this "Fitna" and responded to their accusations. Throughout each phase, they made an explicit response to their accus ations. The Scholars of Khyber Pakhtunkhwa also took their part as they could and with all their resources they gave it their all. They explored every facet of challenging the legitimacy of the Hadith in Arabic, Urdu, Pushto, English, and Farsi. Some renowned names among them are: Sheikh Abdussalam Rustami, Maulana Yousaf Benori, Mufti Nizam ud Din Shamizai, Maulana Sarfraz Khan Safdar. This article provides a concise overview and analysis of their research on the subject.

Keywords: Quran, Hadith, Scholars, Inkar-e-Hadiths, Modernists

تعارف:

دین اسلام کے بنیادی اور اصل مآخذ دو ہیں۔ کتاب اللہ اور حدیث نبوی ﷺ۔[1] بنی نوع انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم جیسے کامل اور اکمل کتاب کو آپ ﷺ پر نازل فرمایا ہے اسکی تعلیمات وہدایات اور احکام و مضامین ہمہ گیر بھی ہیں اور عالمگیر بھی ہیں اور پوری انفرادی اور اجتماعی زندگی کو اپنے احاطے میں لئے ہوئے ہیں۔ ایمانیات، عبادات، اخلاقیات، معاملات، معاشیات، تعزیرات، معاشرتی نظام، عائلی نظام، سیاسی واجتماعی نظام، صلح وجنگ کا نظام، بین الاقوامی نظام اور زندگی کے ہر شعبے کے بارے میں قرآن کریم نے اصول واحکام

بتائے ہیں اور سمجھائے ہیں جن کی جزئیات وتفصیلات سنت رسول اللہ ﷺ میں بیان ہوئی ہیں ، قرآن مجید اجمال اور اختصار سے کام لیتا ہے ۔حدیث قرآن مجید کے اجمال کی تشریح و توضیح کرتی ہے۔ جیسے نمازوں کے رکعات کی تعداد ، فرائض،واجبات، سنن، مستحبات،مکروہات اور مفسدات نماز کی تفصیل حدیث نبوی ﷺ سے معلوم ہوتی ہے۔ حدیث قرآن مجید کی طرح ایک مستقل قانون بھی ہے اس لیے کہ حدیث میں ایسے احکام بھی بیان کیے گیے ہیں جو قرآن مجید میں مذکور نہیں ہیں۔ اللہ تعالی نے دو طرح کی وحی نازل فرمائی ہے۔ ا۔ وحی جلی یا وحی متلو ۲۔ وحی خفی یا وحی غیر متلو۔([2])

وحی جلی اور وحی متلو یعنی قرآن کریم جس کے الفاظ بھی نازل کردہ ہیں اور معانی بھی نازل کردہ ہیں اور جس کی تلاوت میں بھی اجر ہے اور معانی واحکام پر عمل کرنا بھی ذریعہ نجات ہیں اور دوسری قسم وحی خفی یا وحی غیر متلو کے الفاظ تو کلام الٰہی نہیں ہیں بلکہ کلام الرسول ہیں لیکن اس کے معانی اور احکام منزل من اللہ ہیں اس لیے کہ دینی امور اور شرعی احکام کے بارے میں اللہ کے رسول جو کچھ بھی کہتے تھے وہ وحی ہوتی تھی۔ یہ وحی کی وہ قسم ہے جو رسول اللہ ﷺ پر وقتاً فوقتاً روزمرہ پیش آنے والے واقعات کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے تعین کے لیے نازل ہوتی تھی اس کے ذریعے قرآن کریم میں بیان کردہ اصولوں کی تفصیلات اور ان کی صحیح تشریح وتعبیر بھی سمجھائی جاتی تھی۔ وحی کی یہ قسم وحی غیر متلو(تلاوت نہ کی جانے والی وحی) کہلاتی ہے،وحی کی یہ قسم لوگوں تک لفظ بہ لفظ نہیں پہنچائی گئی بلکہ اسے رسول اللہ ﷺ کے ارشادات وافعال کے ذریعے ظاہر کیا گیا ہے۔([3]) جو آپ ﷺ اللہ کے نبی ورسول اور قرآن مجید کے معلم وشارح اور اس کی مرضی کے نمائندے اور ترجمان ہونے کی حیثیت سے امت کو دیتے تھے اور جس کو صحابہ کرامؓ نے محفوظ رکھ کر بعد والوں کو پہنچایا اور بعد والوں نے اس کو پورے سلسلہ روایت کے ساتھ کتابوں میں محفوظ کر دیا۔ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات وہدایات کو حدیث کہتے ہیں۔ دین وشریعت کے نظام،اسلام کو اپنی صحیح شکل میں باقی رکھنے کی کوششوں اور اسلامی مزاج وماحول کی تشکیل وحفاظت میں حدیث کلیدی حیثیت اور مقام رکھتی ہے اس کی اشاعت وحفاظت ہر دور اور ہر ملک میں جہاں مسلمان آباد ہوں نہایت ضروری ہے اور اس سے تغافل، جہل یا انکار مہیب خطرات کا حامل ہوتا ہے۔ اس علم کا کسی عہد یا ملک سے ختم یا فراموش ہو جانا ایسا خلاء پیدا کر دیتا ہے جو کسی اور چیز سے پر نہیں ہو سکتا۔ حدیث نبوی ایک ایسی میزان ہے جس میں ہر دور کے مصلحین وعلمائے حق اس امت کے اعمال وعقائد اور رجحانات وخیالات کو تول سکتے ہیں اور امت کے طویل تاریخی وعالمی سفر میں پیش آنے والے تغیرات وانحراف سے واقف ہو سکتے ہیں۔ اخلاق واعمال میں کامل اعتدال و توازن اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا جب تک قرآن وحدیث کو بیک وقت سامنے نہ رکھا جائے۔ اگر حدیث نبوی کا وہ ذخیرہ نہ ہوتا جو،کامل اور متوازن زندگی کی صحیح نمائندگی کرتا ہے اور وہ حکیمانہ نبوی تعلیمات نہ ہوتیں اور وہ احکام نہ ہوتے جن کی پابندی رسول اللہ ﷺ نے اسلامی معاشرے میں کرائی ہے تو یہ امت افراط و تفریط کا شکار ہو کر رہ جاتی ہے۔ اور وہ عملی مثال مفقود ہو جاتی جس کی اقتداء کرنے کی اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو ترغیب دی ہے۔([4]) اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا۔([5]) ”جس نے رسول پاک ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی“۔[6] اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے،اس طرح ایک اور جگہ اہل ایمان کو رسول اللہ ﷺ کا حکم پورا کرنے کے متعلق ارشاد فرماتا ہے کہ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔([7]) ”اور جو تمہیں رسول پاک ﷺ دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس کو چھوڑ دو"[8]۔ یعنی تم کو جن امور کے بارے میں رسول اللہ ﷺ حکم دے وہ پورا کرو اور جس چیز سے منع کرے اس سے احتراز کرو۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو منصب ختم نبوت پر فائز فرمایا اور اپنی کتاب آپ ﷺ پر نازل فرمائی ۔اس کتاب کی تشریح وتوضیح کو آپ ﷺ کے ذمہ لگائی ۔کیونکہ مکتوب کے اصل مطالب ومقاصد کو مکتوب الیہ ہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔ اس بارے میں ارشاد ربانی ہے۔ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ ([9])۔"اور ہم نے آپ ﷺ پر ذکر یعنی قرآن مجید نازل فرمایا تاکہ آپ ﷺ لوگوں کے لیے واضح فرمادیں،اس کو جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے تاکہ وہ غور وفکر کریں“[10]۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا کہ قرآن کریم تشریح و توضیح کرنا آپ ﷺ کی منصب رسالت کی ذمہ داریوں میں شامل تھی لہذا قرآن کریم کا مفہوم و

مطلب وہی درست ہو گا جو آپ ﷺ نے سمجھا اور سمجھایا، اس لیے رسول اللہ ﷺ قرآن کریم کے مفسر اول تھے۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ کی حیثیت حکم اور قاضی کی بھی ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا([11])"اور کسی مومن مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا (یاد رکھو) اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی کوئی بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا"[12]۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فرامین پورا کرنا اور قبول کرنا ایمان کی نشانی اور اس سے روگردانی کرنا صریح گمراہی ہے۔ اس کی تائید ایک اور ارشاد ربانی سے ہوتی ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ([13])۔"پس (اے نبی ﷺ!) تیرے رب کی قسم، وہ ہرگز مومن نہ ہوں گے جب تک کہ وہ اپنے جھگڑوں میں تجھے فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو فیصلہ تو کرے اس کی طرف سے اپنے دل میں کوئی تنگی تک محسوس نہ کریں، بلکہ اسے بسر و چشم قبول کر لیں۔[14]"اس ارشاد گرامی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے فیصلے پر ناخوشی یا دل کی تنگی بھی ایمان کے منافی ہے۔ اور آپؐ کے تمام فیصلے خدائی فیصلے ہیں۔ اسطرح آپکے سب اعمال ازروئے قرآن مجید واجب الاتباع ہیں۔ اللہ تعالی براہ راست کسی کلام نہیں کرتا بلکہ وہ پیغمبر کی زبانی ہی اپنے احکامات انسانوں تک پہنچاتا ہے، اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ربانی ہے۔ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔[15]" اے پیغمبرؐ لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ہے"[16]۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ نبیؐ کی اتباع، اللہ کی محبت کے حصول اور گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہے اس لیے حدیث نبویؐ سے روگردانی کرنا اصل میں قرآن مجید سے روگردانی ہے۔ یہ تمام آیتیں اس امر میں بلکل صریح ہیں کہ حضور ﷺ کی پیغمبرانہ زندگی کا وہ پورا کام جو آپ ﷺ نے تئیس سال میں انجام دیا، قرآن کریم کے منشا کی توضیح و تشریح ہے، اور یہ سنت قرآن کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کے قانون برتر کی تشکیل و تکمیل کرتی ہے، اور سارا کام چوں کہ آں حضور ﷺ نے نبی کی حیثیت سے کیا تھا، لہذا اس میں آپ ﷺ اسی طرح خدا کی مرضی کی نمایندگی کرتے تھے جس طرح کہ قرآن۔([17])

انکار حدیث کا تاریخی پس منظر:

اہل زیغ و ہوا نے ہر دور میں دونوں مآخذ (قرآن مجید و حدیث) میں عوج تلاش کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ ابتداء اسلام میں مادہ پرستوں نے قرآن مجید کے بارے میں سوال اٹھایا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ کسی انسان کا عالم بالا سے ایسا تعلق قائم ہو جائے کہ مادی اسباب وذرائع کے بغیر اللہ کا پیغام وصول کر سکے؟ اگر یہ ممکن نہیں تو پھر ایک ناممکن اور عقلاً مستبعد چیز پر کیسے ایمان لایا جاسکتا ہے اور اسے کیسے منوایا جاسکتا ہے؟ اور اس کے بعد فتنۂ انکار حدیث جو دوسری صدی ہجری سے شروع ہوئی اور مختلف چہرے بدل کر آج تک جاری و ساری ہے۔ انکار حدیث کے بہت سے اسباب ہیں جن میں بنیادی اسباب علوم عقلیہ یا سائنسی سے مرعوبیت اور اتباعِ ہوا ہیں۔ احادیث نبویہ کی حجیت سے انکار قرآن کریم مجرد ایک کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی حیثیت محض ایک ڈاکیہ کی رہ جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے قرآن کریم بے سروپا اور دور از کار تاویلات کا اماج گاہ بن جاتا ہے۔ قرآن کریم کی معنوی تحریف میں سب سے بڑی رکاوٹ احادیث نبویہ ہیں۔ ہر فتنے اور تجدد کے سامنے آحادیث ہی سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوتی ہیں۔ سنت اور آحادیث نبویہ دینِ اسلام کے عقائد اور عمل کے نظام کے محافظ ہیں۔ خود آحادیث کی حجیت سے انکار کی وجہ سے قرآن کریم کا انکار لازم آتا ہے۔ منکرین حدیث نے آحادیث سے متعلق مختلف شکوک و شبہات پیدا کئے۔ محدثین کرام نے اپنے تحقیقات سے اُن تمام اعتراضات اور شبہات کا قلعہ قمع کر دیا اور اس فتنے کی جڑیں اُکاڑ پھینکے۔ لیکن سائنسی انقلاب اور خصوصاً انیسویں صدی میں جب مسلمان ممالک کی اکثریت استعماری قوتوں کے شکنجے میں پھنس گئے۔ مسلمان غلامی کے اس دور میں غالب قوم کے نظریات اور افکار سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔ اس وجہ سے اس فتنے نے از سر نو سر اُٹھایا اور استعماری قوتوں اور مستشرقین کے زیر سایہ پروان چڑھنے لگے۔ مولانا مودودی (م:1979ء)

لکھتے ہیں: " اس نے پہلا جنم عراق میں لیا تھا۔اب یہ دوسرا جنم اس نے ہندستان میں لیا۔ یہاں اس کی ابتداء کرنے والے سر سید احمد خان (م:1898ء)[18] اور مولوی چراغ علی (م:1895ء)[19] تھے۔ پھر اس کے بعد مولوی احمد الدین امر تسری (1933ء)[20] نے اس کا بیڑا اُٹھایا۔ پھر مولانا اسلم جیراج پوری (م:1955ء) اس کے علم بردار بنے اور اس کے بعد مولوی عبد اللہ چکڑالوی (م:2013ء) اسے لے کر آگے بڑھے اور آخر کار اس کی ریاست چودھری غلام احمد پرویز (م:1985ء)[21] کے حصے میں آئی جنہوں نے اس کو ضلالت کی انتہا تک پہنچا دیا ہے"۔

اس بار بھی اس فکر کو رد کرنے کے لیے علماء نے داد تحقیق پیش کیا۔ اُن تمام شکوک وشبہات جو انکارِ حدیث نے عوام وخواص میں پیدا کئے تھے، اُن کے جوابات دیئے۔ علماء کی کوششوں سے تحقیق کے شاہکار منظر عام پر آئے جیسے کہ مصطفی السباعیؒ (م:1963ء) کی السنۃ ومکانتہا فی التشریع وغیرہ۔ بر صغیر کے علماء نے بھی اس موضوع پر بہت زیادہ لکھا جیسے مولانا ثناء اللہ امر تسریؒ (م:1948ء) کی مقالات ومضامین بر حجیت حدیث ،مولانا محمد ایوب دہلویؒ (م:1969ء) کی فتنۂ انکار حدیث ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ (م:1974ء) کی حجیت حدیث ، مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ (م:1979ء) کی سنت کی آئینی حیثیت، مولانا عبد الرحمان کیلانیؒ (م:1995ء) کی آئینہ پرویزیت ، ڈاکٹر خالد علویؒ (پ:1942ء) کی حفاظت حدیث، مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ (م:1999ء) کی فتنہ انکار حدیث، مفتی رشید احمدؒ (م:2002ء) کی فتنۂ انکارِ حدیث مولانا سرفراز خان صفدرؒ (م:2009ء) کی شوقِ حدیث اور اس کا پس منظر اور انکار حدیث کے نتائج، اور مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ (م:2000ء) کی انکار حدیث کے نتائج وغیرہ۔

صوبہ خیبر پختون خواہ جو کہ پاکستان کا رقبے اور آبادی کے لحاظ سے سب سے چھوٹا صوبہ ہے، اس کی زیادہ تر آبادی پشتو زبان بولتی ہیں۔ یہ ایک مردم خیز صوبہ ہے جس نے کئی نامور شخصیات پیدا کئے ہیں، یہاں کے لوگ مذہب کے ساتھ زیادہ لگاؤ رکھتے ہیں، یہاں کے علماء نے دین اسلام کی بڑی خدمت کی ہیں اور جب بھی کسی باطل فرقے نے سر اٹھایا ہے تو یہاں کے علماء نے بڑی مستعدی سے اس کا مقابلہ کرتے ہوئے اس کی تردید میں اہم کردار ادا کیا۔ اس طرح یہاں کے علماء نے مختلف زبانوں میں کتب اور مضامین کے ذریعے انکارِ حدیث کے شکوک وشبہات کا ازالہ کر کے ایک وسیع علمی ادب تشکیل دے دیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ علماءِ خیبر پختون خواہ کی ان علمی کاوشوں کا ایک جامع تعارف پیش کیا جائے تاکہ اُن کے منہج اور رجحانات سے واقفیت حاصل کر کے انکارِ حدیث کی تردید کے لیے مستقبل میں ایک جامع منصوبہ تیار کرنے میں مدد مل جائے اور تحصیل حاصل سے بھی بچا جاسکے۔ قدیم وجدید انکارِ حدیث کی تردید میں لکھی جانے والی کتب کے اندر موجود علمی نکات اور سقم دونوں کو سامنے لاکر علمی و تحقیقی جائزہ لیا جائے۔ ان کتب کی روشنی میں انکارِ حدیث کے جدید مناہج، رجحانات اور اسالیب کو سامنے لاکر علماءِ خیبر پختون خوا کے ان تصنیفی کاوشوں سے بھرپور فائدہ اُٹھایا جائے علمائے خیبر پختون خوا کے علوم اسلامیہ کے مختلف پہلوں پر اپنی داد تحقیق پیش کیا ہے۔ انکارِ حدیث پر بھی علماء خیبر پختون خوا نے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ مختلف محققین اور سکالرز نے خیبر پختون خوا کے علماء کی تعارف اور دینی خدمات پر کتب لکھی ہیں۔ مثلاً حافظ ڈاکٹر فیوض الرحمان صاحب کی مشاہیر علماء سرحد، عبد القیوم مانسہرویؒ (م:1981ء) کی مشاہیر سرحد، پشاور یونی ورسٹی کے عبد الدیان کلیم صاحب کا صوبہ سرحد کے علماء دیوبند کے علمی وسیاسی خدمات، جامشورو یونی ورسٹی کے محمد وحید الرحمان صاحب کا صوبہ سرحد میں اسلامی ادب، محمد قاسم بن محمد امین صالح کی تذکرہ علماءِ خیبر پختونخوا، یونی ورسٹی آف ملاکنڈ کے آفتاب احمد صاحب کا پشتو زبان میں علومِ اسلامیہ پر علماءِ خیبر پختونخواہ کی منتخب تصنیفی کاوشوں کے رجحانات کا ایک علمی و تحقیقی جائزہ کے موضوع پر کتب ومقالات موجود ہیں۔ ایک پس ماندہ صوبہ ہونے کی وجہ اکثر اہل علم خیبر پختون خوا کے علماء کی علمی کاوشوں سے ناواقف ہوتے ہیں۔ انکارِ حدیث کے موضوع پر علماء خیبر پختون خواہ نے ایک وقیع علمی ذخیرہ ترتیب دیا ہے، جس سے واقفیت حاصل کرنا عوام وخواص کے لیے فائدہ مند ہے۔ مذکورہ بالا کتب ومقالات میں مجمل اور ضمنی طور پر یہ مباحث سامنے آئے ہیں لیکن اس موضوع پر مستقل کام ابھی تک منصۂ شہود پر نہیں آیا ہے۔

ذیل کے سطور میں انکار حدیث کے متعلق علمائے خیبر پختونخواہ اور ان کی تصانیف کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

1۔ شیخ عبد السلام کا تعارف: آپؒ کا نام سید عبد السلام ہے اور رستم کے شیخ صاحب کے نام سے مشہور تھے، ہاشمی خاندان سے تعلق تھا۔ شیخ عبد

السلامؒ کے والد کا نام مولانا سید قدرت اللہؒ تھا۔ آپ کی ولادت 23 یا 24 رمضان المبارک 1355ھ / 1936ء کو بروز پیر رستم[22] ضلع مردان[23] میں ہوئی، بھائیوں میں آپؒ سب سے کم سن تھے۔ آپؒ نے چار سال کی عمر میں مدرسہ فیض الاسلام رستم میں داخلہ لیا، پانچویں تک تعلیم یہاں سے حاصل کرنے کے ساتھ ناظرہ وترجمہ قرآن، اردو اور فارسی کے چھوٹے کتب بھی پڑھے۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا عبد الهادی شاہ منصوریؒ (م: 1873ء)، مولانا عبد الشکور بهبودیؒ (م: 1953ء)، مولانا عبد الرحمٰن بهبودیؒ (م: 1965ء) مولانا سیف الرحمٰنؒ (م: 1972ء)، مولانا غلام اللہ خانؒ (م: 1980ء)، مولانا محمد طاہر پنج پیریؒ (م: 1987ء)، اور مولانا میاں گل جانؒ (م: 1987ء) شامل ہیں۔ ([24]) آپؒ کے مشہور تلامذہ میں ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف (پ: 1952ء)، مولانا مصباح الدین ملکپوریؒ (م: 2009ء) اور قاضی احسان الرحمٰن (پ: 1967ء) ایلئ بونیر شامل ہیں۔ ([25]) آپؒ کے تصانیف و تالیفات کی تعداد چوبیس ہیں، جن میں کئی عربی زبان میں اور بعض دوسرے اردو، پشتو اور فارسی زبانوں میں لکھی گئی ہیں۔ ([26])

"انکار حدیث سے انکار قرآن تک" شیخ عبد السلامؒ صاحب کی یہ کتاب تقریباً پانچ سو صفحات اور دس ابواب پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں صحیح البخاری کے چالیس احادیث پر منکرین حدیث کے اعتراضات کے مفصل اور مدلل جوابات دیے ہیں اور ان کے شبہات کو ذکر کرنے کے بعد قرآن وسنت کی روشنی میں ان پر رد کیا ہے۔ میرے سامنے جو نسخہ ہے اسے دار السلام لاہور نے اگست 2009ء میں شائع کیا ہے۔ **اسی کتاب میں** شیخ صاحبؒ نے ثابت کیا ہے کہ حجیتِ حدیث سے انکار اصل میں قرآن کی حجیت سے انکار ہے۔ اور حجیتِ حدیث کو ثابت کرنے کے لیے قرآن مجید سے استدلال کیا ہے۔ مثلاً وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥٓ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ ٱلْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَن يَعْصِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَٰلًا مُّبِينًا[27] ـ "اور جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا حتمی فیصلہ کر دیں تو نہ کسی مؤمن مرد کے لیے یہ گنجائش ہے نہ کسی مؤمن عورت کے لیے کہ ان کو اپنے معاملے میں کوئی اختیار باقی رہے اور جس کسی نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی، وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔[28]" اس آیت اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم وفیصلہ کو مسلمانوں کے اختیارات پر حاکم اور غالب قرار دیا، یعنی آپ ﷺ کے حکم کے سامنے کسی کا اختیار نہیں چلتا۔ اس حاکمیت اور غلبے کا مقصد حجیت ہے، لہٰذا رسول اللہ ﷺ کا حکم وفیصلہ لوگوں پر حجت ہے اس سے نافرمانی کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ مفسرین حضرات نے اس آیت کے ضمن میں حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ زینب کے نکاح کا تذکرہ کیا ہے۔ نبی ﷺ کا حکم تھا کہ زینب کا نکاح زید سے کیا جائے اور یہ حکم حدیث ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حجت قرار دیا ہے، لہٰذا جو شخص حجیتِ حدیث کو نہیں مانتا وہ اس آیت کریمہ کو بھی نہیں مانتا۔[29] اس باب میں حجیتِ حدیث کو عقلی دلائل کی روشنی میں بھی ثابت کیا ہے۔ مثلاً تعامل امت یا اجماع امت: دورِ نبوی ﷺ سے لے کر آج تک ہر دور میں لاکھوں مسلمان آحادیثِ نبویہ پر عمل کرتے چلے آئے ہیں۔ ان کے درمیان اصول ومبادی میں کوئی اختلاف نہیں۔ اگر کوئی فروعی اختلاف ہے تو وہ اجتہاد کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، یعنی ایسے مسائل میں اختلاف جو کتاب وسنت سے نص صریح کے ذریعے سے ثابت نہ ہوں یا آحادیث کے دفعِ تعارض میں مجتہدین میں اختلاف ہے کہ کسی نے ایک حدیث کو معمول بہ قرار دیا تو کسی نے دوسری حدیث کو لیکن وہ سب حجیتِ حدیث میں متفق ہیں۔

2۔ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کا تعارف:

آپؒ محمد یوسف بن سید محمد زکریا بن مزمل شاہ بن میر احمد شاہ البنوری الحسینیؒ ہیں۔ آپؒ کی ولادت بتاریخ 6 ربیع الثانی 1326ھ / 1908ء بروز جمعرات بوقت سحر مردان کے مضافات کی ایک بستی میں ہوئی۔ آپؒ نے دینی علوم کی ابتداء کابل افغانستان کے ایک مکتب سے کی، علوم الحدیث اور اصول حدیث 1945ء سے 1947ء تک دار العلوم دیوبند[30] میں پڑھیں اور دورہ حدیث جامعہ ڈابھیل[31] میں مکمل کیں۔ 1930ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ جامعہ ڈابھیل میں تدریس کے لیے تقرر ہوا اور بعد میں وہاں کے صدر مدرس بنے۔ آپؒ کتب کثیرہ کے مصنف تھے۔ آپؒ کے مشہور اساتذہ میں مولانا شبیر احمد عثمانیؒ (م: 1949ء)، محدث العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ (م: 1977ء) اور محقق عالم مولانا زاہد الکوثریؒ (م: 1371ھ) شامل ہیں۔ اور آپؒ کے تلامذہ میں شیخ سلیمان بن عبد الرحمٰن الصنیعؒ (م: 1397ھ)، محدث شیخ حسن

المشاط(م:1399ھ)اور شیخ عبد الفتاح ابو غدہ شامل ہیں۔(32)

یہ کتاب ''عقیدہ نزول مسیح'' علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ نے لکھی اور تقریباً87 صفحات پر مشتمل ہے۔کتاب کی ابتدائی حصہ میں مصنف نے مقدمہ میں تفصیل کے ساتھ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے حالات زندگی، انکے محاسن، انکے متعلق معاصر اکابر علماء کے نظریات، ان کی قربانیاں اور مشکلات تحریر کئے ہیں۔ان کے تصانیف کا تعارف پیش کیا ہے۔اور ان کے تصانیف کے آخر میں ان کی تصنیف عقیدۃ الاسلام جو کہ اصل میں حیات حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں قرآن و حدیث کے مدلل و مفصل ابحاث بیان فرمائے ہیں۔اس کتاب میں حضرت شیخ نے قرآن کریم کے دلائیل سے حیات مسیحؑ کو ثابت کیا ہے اور احادیث و آثار محض آیات قرآنیہ کی وضاحت کے لیے لائے گئے ہیں۔اسی موضوع پر حضرت شیخؒ کی دوسری کتاب التصریح بما تواتر فی نزول المسیح بھی ہے۔مقدمے کے بعد عقیدہ نزول مسیحؑ قرآن، حدیث اور اجماع امت کی روشنی میں، کی ابتداء کی ہے۔اور چودہ عنوانات میں اہم ابحاث کو بیان کئے ہیں، اس کے بعد نزول مسیحؑ اور قرآن کریم اور نزول عیسیٰؑ کے بارے میں تواتر حدیث اور نزول مسیحؑ اور اجماع امت کے عنوانات قائم کرکے مفصل اور عمیق ابحاث کئے ہیں۔آخر میں خلاصہ بحث کے عنوان کے تحت کتاب کے اہم نکات اور ضروری بحث کو مختصر مگر جامع انداز میں بیان کئے ہیں۔اسی کتاب کو مکتبہ بینات بنوری ٹاون کراچی نے شائع کیا ہے۔چنانچہ خلاصہ کلام یہ ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ وہ اجماعی عقیدہ ہے جس پر عہد صحابہ سے لے کر آج تک تمام اہل حق کا اتفاق چلا آیا ہے، راجح تفسیر کے مطابق قرآن عزیز نے اس کی تصریح کی ہے اور آنحضرت ﷺ نے احادیث متواترہ میں اس کی تفصیل بیان فرمائی ہے جیسا کہ شیخ محقق علامہ کوثریؒ نے اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں کہ ایک طرف تمام صحابہ و تابعین، فقہاء و محدثین اور مفسرین و متکلمین ہیں جن کی تائید میں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور اجماع امت موجود ہے، دوسری طرف یہ متخائل ہے جس کی تائید میں لے دے کر قادیان کا مرزائے کذاب ہے کسی زمانہ میں طرہ کا فلسفی تھا اور بس۔کتاب اللہ کی روشنی میں حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام پر طویل بحث کے بعد فرماتے ہیں اور یہ بھی واضح ہوا کہ تنہا قرآنی نصوص ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ اٹھائے جانے اور آخری زمانے میں ان کے نزول ہونے کو قطعی طور پر ثابت کرتے ہیں کیونکہ ایسے خیالی احتمالات کا کوئی اعتبار نہیں جو کسی دلیل پر مبنی نہ ہوں، پھر جب قرآنی تصریحات کے ساتھ احادیث متواترہ بھی موجود ہوں اور خلفا من سلف تمام امت اس عقیدہ کی قائل چلی آتی اور دور قدیم سے لے کر آج تک اس عقیدہ کو کتب عقائد میں درج کیا جاتا رہا ہو تو اس کی قطعیت میں کیا شبہ باقی رہ سکتا ہے۔پس جو شخص رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کرتا ہے وہ ملت اسلامیہ سے خارج ہے، ہوائے نفس کی رو میں بہہ کر وہ کتاب و سنت کو پشت انداز کرتا ہے اور ملت اسلامیہ کے اس قطعی عقیدہ سے روگردانی کرتا ہے جو کتاب و سنت سے ثابت ہے۔(33)

3۔حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی کا تعارف:

آپ کی ولادت 1950ء میں ہوئی۔آپ کا تعلق ضلع بٹگرام ہزارہ سے ہیں۔آپ نے درس نظامی کی ابتداء مدرسہ انوار القرآن ایبٹ آباد سے کیا، موقوف علیہ مدرسہ میں مظہر العلوم سوات میں مولانا فضل محمد سواتیؒ سے شرف تلمذ حاصل کیا، 1977ء کو جامعہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاون کراچی میں داخلہ لے کر دورہ حدیث کی تکمیل کیں۔آپ کے مشہور اساتذہ میں محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ(م:1977ء)، مفتی ولی حسن ٹونکیؒ(م:1995ء) شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل محمد سواتیؒ(م:1998ء)، شامل ہیں۔جبکہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ(م:1982ء)اور مفتی محمودؒ(م:1980ء) سے بھی اجازت حدیث حاصل کیں۔حالاً جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں استاد حدیث کے منصب پر فائز ہیں، صحیح مسلم اور مشکوٰۃ شریف 1988ء سے پڑھا رہے ہیں۔آپ کتب کثیرہ کے مصنف و مولف ہیں۔(34)

کتاب:"جاوید احمد غامدی کا منشور" کے نام سے مولانا فضل محمد یوسف زئی نے یہ کتاب لکھی ہے۔اصل میں جاوید غامدی کا منشور دس بارہ سال سے محفوظ تھا جو کہ انیس صفحات پر مشتمل تھا، اور اسی کتاب میں مولانا نے اس کے باطل عقائد پر قرآن و سنت کے دلائل کی روشنی میں رد کیا ہے۔یہ کتاب ایک سو بہانوے صفحات پر مشتمل ہے۔کتاب کی ابتداء میں جاوید احمد غامدی، ان کے استاد مولانا امین احسن اصلاحی اور ان کے استاد مولانا حمید الدین فراہی تینوں کے حالات اور عزائم کو تفصیل کے ساتھ تحریر کئے ہیں۔کتاب میں ایک سو سولہ عنوانات کے تحت جاوید احمد غامدی کے

باطل عقائد کو بیان کرنے کے بعد قرآن وسنت کی روشنی میں ان پر رد کیا ہے۔اور فتنہ انکار حدیث کے اسباب اور ابتداء کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ یہ ایک حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ امت محمد یہ میں سب سے پہلا فتنہ جس نے سر اٹھایا وہ خارجیوں کا فتنہ ہے اسی فتنہ سے ٹکرا کر مسلمانوں کے اتحاد کی چٹان ٹکڑے ٹکڑے ہوئی، ان خارجیوں نے رسول اللہ ﷺ کے بڑے بڑے صحابہ سے بے تعلقی کا صاف اعلان کر دیا اور حضرت معاویہ، حضرت علی، شرکاء جنگ جمل اور تحکیم (ثالثی) کو تسلیم کرنے والے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کافر قرار دیا، اس تکفیر کے نتیجہ میں ان تمام صحابہ کی احادیث جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہیں ان کو صحیح ماننے سے انکار کر دیا کہ (راوی حدیث کے لیے مسلمان ہونا اولین شرط ہے اور یہ سب کافر ہیں) اور اس طرح انکار حدیث وسنت کی تخم ریزی شروع ہو گئی۔([35]) پھر ان خارجیوں کے فتنہ کے بالمقابل شیعیت کے فتنہ نے سر اٹھایا حالانکہ شیعیت کا فتنہ ایک سیاسی فتنہ ہتھکنڈا تھا (کہ حب آل رسول ﷺ کے نام سے ہی اقتدار کی باگ ڈور کسی طرح شیعوں کے ہاتھ آجائے) پھر انہی شیعوں میں سے سبائی رافضیوں کا گروہ منظر عام آیا انہوں نے حضرت علیؓ کے سوا تینوں خلفاء راشدین رضی اللہ تعالی عنہم کو اور چند طرفداران علیؓ جن کی تعداد میں خود شیعوں کا بھی اختلاف ہے کے علاوہ باقی تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کافر قرار دیا، اس فتنہ کا فطری نتیجہ تھا کہ انہوں نے ان چند رواۃ کے علاوہ جو ان کے حامی اور طرفدار تھے باقی تمام صحابہ کی آحادیث کو ماننے سے انکار کر دیا (کہ یہ سب کافر ہیں)۔ اس کتاب کو مکتبہ ایمان ویقین علامہ بنوری ٹاون کراچی نے پہلی بار اپریل 2015ء کو شائع کیا ہے، میرے سامنے جو نسخہ ہے اسے اس مکتبے نے تیسری بار فروری 2016ء میں شائع کیا ہے۔

4۔ شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کا تعارف: نام محمد سرفراز، والد کا نام نور احمد خان مرحومؒ، دادا کا نام گل احمد خان مرحومؒ، کنیت ابوالزاہد، لقب صفدر اور قوم سواتی سے تعلق رکھتے تھے۔ آپؒ کی ولادت 1914ء کو ہوئی ہے۔ جائے پیدائش ڈھکی چیڑاں داخلی، کڑمنگ بالا، سابق ڈاکخانہ بٹل، علاقہ کونش، تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ، صوبہ سرحد (مغربی پاکستان) ہے آپؒ نے تیرہ سال کی عمر میں لمبی بٹل کے سکول میں پہلی جماعت میں داخلہ لیا، رہائش ایک بڑھیامائی کے ہاں تھی، راشن اپنا ہوتا تھا، پکاوہ دیتی تھی۔ مدرسہ انوار العلوم گجرانوالہ سے موقوف علیہ پڑھی۔ 1941ء کو چند ساتھیوں کے ساتھ دار العلوم دیوبند روانہ ہوئے، داخلے کے امتحان میں کامیابی کے بعد دورہ حدیث میں داخلہ لیا۔ آپؒ کے اساتذہ میں مولانا سید حسین احمد مدنیؒ (م:1957ء)، مولانا محمد ابراھیمؒ بلیاوی (م1967ء)، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ (م:1974ء)، مولانا غلام غوث ہزارویؒ (م:1981ء) اور مولانا عبد القدیر صاحبؒ کیمل پوری (م:1990ء)، وغیرہ شامل ہیں۔ دار لعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد آپؒ 1942ء کو مدرسہ انوار العلوم گجرانوالہ میں پندرہ روپے مشاہرہ پر مدرس مقرر ہوئے۔ پھر 1955ء بمطابق شوال 1347ھ کو آپؒ مدرسہ نصرۃ العلوم گجرانوالہ کے لیے مدرس حدیث مقرر ہوئے۔ 1960ء سے 2001ء تک چالیس سال دورہ حدیث پڑھایا۔ 5جولائی 2009ء کو وفات پاگئے۔ معروف صحافی اور کالم نگار مولانا زاہد الراشدی (پ:1948ء) آپؒ کے بیٹے ہیں۔ ماہنامہ "الشریعہ" کے مدیر عمار خان ناصر (پ:1957ء) آپؒ کا پوتا ہے۔

آپؒ کے تصانیف کی تعداد چھیالیس سے کچھ اوپر ہیں، جن میں چند مشہور مندرجہ ذیل ہیں۔ (1) الکلام الحاوی فی تحقیق عبارۃ الطحاوی (2) احسن الکلام (3) انکار حدیث کے نتائج (4) مقام ابی حنیفہؒ (5) شوق جہاد (6) شوق حدیث (7) عسائیت کا پس منظر وغیرہ([36])

یہ کتاب "انکار حدیث کے نتائج" مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ نے لکھی ہے اور مکتبہ صفدریہ نزد نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ نے شائع کیا ہے۔ یہ بارھویں بار اکتوبر 2021ء کو شائع کیا گیا ہے۔ یہ کتاب تقریباً 176 صفحات پر مشتمل ہے۔ اسی کتاب میں دور حاضر کے آٹھ منکرین حدیث جن میں ڈاکٹر احمد دین صاحب (م:1933ء)، حافظ اسلم جیر اجپوری (م:1955ء)، علامہ عنایت اللہ مشرقی (م:1963ء)، 2)ء)، نیاز صاحب فتح پوری (م: 1966ء)، تمنا صاحب عمادی پھلواری (م: 1972ء)، (4) ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب برق (م: 1985ء)، چوہدری غلام احمد پرویز (م:1985ء) اور عبد اللہ چکڑالوی (م:2013ء) شامل ہیں۔ اسی کتاب آپؒ نے منکرین کے شکوک وشبہات کو بیان کرنے کے بعد قرآن وسنت کی روشنی میں تسلی بخش جوابات دیئے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر احمد جو اس گروہ کا ایک رکن ہے اس کا موقف ہے کہ عمل بالحدیث شرک ہے وہ لکھتے

ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ کے نام پر منسوب کردہ باطل روایات پر عمل کرنا توحید نہیں بلکہ اصل شرک ہے جو نہایت ارادہ اور سوچ سمجھ کر کیا جاتا ہے اور یہ آپ کو معلوم ہے کہ مشرک کے لیے کبھی نجات نہیں ہے مشرک ابدی جہنمی ہے"، اور مزید لکھتے ہیں کہ "ہم لوگ بھی وحدت الٰہی حاصل کرتے ہوئے اہل حدیث بنے تھے پھر معلوم ہوا کہ یہاں بجائے وحدت الٰہی کے وہ شرک ہے جو نہایت سوچ سمجھ کر بڑے غور سے کیا جاتا ہے"، اور پھر ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ "کتب صحاح ستہ قطعی طور پر قرآن مجید کے خلاف ہیں" نیز لکھتے ہیں کہ "صحاح ستہ کے مؤلفین یہودی اور نصرانی تھے"(37) جناب رسول اللہ ﷺ نے جس وقت تبلیغ شروع کی تھی تو مخالفین یہود و نصاریٰ اور دیگر کفار مخالفت کرنے لگے اور ہر طرح سے تبلیغ کو روکتے رہے، یہ مذکورہ جماعت مخالفین کی ہے۔ جس کی بابت قرآن مجید مین مفصل ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہوا ہے یہی جماعت منافقین کی ترقی کرتے ہوئے بعد وفات جناب رسول اللہ ﷺ کے کچھ زمانہ گزر جانے کے بعد یہ کتابیں بنا کر اپنے مذہب بائیبل کی اشاعت کرنی شروع کر دی "۔ اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ صحاح ستہ کی پانچ کتابیں تو محدثین کے درمیان متفق علیہا ہیں، صحاح ستہ پر یہ کتنا بڑا اور صریح جھوٹ ہے جس کا بیڑا ڈاکٹر احمد دین اور ان کی جماعت نے عیسائیوں کی تقلید کرتے ہوئے اٹھار کھا ہے، اس کے علاوہ صحاح ستہ کے ثقہ، ثبت، متقی اور متورع رواۃ پر بہتان تراشی کرتے ہیں کہ یہ مذکورہ لوگ صحاح ستہ روایات کے طوفان تیار کرنے والے ہیں۔ یہ ہے منکرین حدیث کی دانش اور دیانت (38)۔ اس کے علاوہ منکرین حدیث کا رسالہ طلوع اسلام کے اقتباسات تحریر کرنے کے بعد بھی موضوع بحث بنائے گئے ہیں۔ اسی کتاب میں ان کے باطل عقائد کو قرآن وحدیث کے دلائل کی روشنی میں رد کئے گئے ہیں۔ اسی طرح کتاب شوق حدیث بھی مولانا سرفراز خان صفدرؒ کا اسی موضوع پر دوسری کتاب ہے۔ اور اسی کتاب کو بھی مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ نے شائع کیا ہے۔ اس میں تقریباً 176 صفحات اور 15 ابواب ہیں۔ اسی کتاب میں مولانا صاحبؒ نے حدیث کی اہمیت وحجیت کو مفصل بیان کیا ہے، قرآنی دلائیل کی روشنی میں حدیث کی حجیت کو ثابت کیا ہے۔ اس کے علاوہ مصنف نے اپنے دوسرے تصانیف میں بھی مختلف مقامات پر موقع کی مناسبت سے منکرین حدیث پر رد کیا ہے۔

6۔ مفتی نظام الدین شامزئی کا تعارف: آپؒ کا نام نظام الدین تھا، آپؒ کے والد محترم کا نام حبیب الرحمٰن تھا، آپؒ کی ولادت 12 جولائی 1952ء کو ضلع سوات کے علاقے شامزئی کے ایک چھوٹے سے غیر معروف گاوں گھڑی بیگ سخرہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد اور علاقے کے علماء سے حاصل کی۔ درس نظامی کی بعض کتابیں آپؒ نے مدرسہ عربیہ مظہر العلوم مینگورہ سوات میں پڑھی اور درس نظامی کی تکمیل جامعہ فاروقیہ کراچی سے کیں۔ آپؒ نے راولپنڈی میں مولانا غلام اللہ خانؒ (م:1980ء) اور پنج پیر ضلع صوابی میں مولانا محمد طاہر پنج پیریؒ (م:1987ء) سے دورہ تفسیر قرآن پڑھا۔ آپؒ نے اسلامیات و عربی میں ماسٹر کیا اور سندھ یونیورسٹی سے امام بخاریؒ کے اساتذہ پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کیں۔ آپؒ نے بیس سال تک جامعہ فاروقیہ میں پڑھایا، پھر مفتی احمد الرحمٰنؒ صاحب (م:1991ء) کی دعوت پر جامعہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن چلے گئے، جہاں آپؒ نے درس حدیث اور تخصص فی الفقہ پڑھایا۔ آپؒ کے اساتذہ میں مولانا فضل محمد سواتیؒ (م:1998ء)، مولانا عنایت اللہؒ (م:1999ء)، شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحبؒ (م:2017ء) مولانا اسفندیارؒ (م:2019ء) اور کے نام شامل ہیں۔ آپؒ نے کئی ممالک جن میں جرمنی، برطانیہ، جنوبی افریقہ اور زمبابوے کے علمی اور دعوتی دورے بھی کئے۔ آپؒ نے روس کے خلاف افغان جہاد میں طالبان کا ساتھ دیا، آپؒ ہفتہ وار جنگ اخبار میں لوگوں کے سوالات کے جوابات دیتے تھے۔

آپؒ کی تصانیف کی تعداد تیرہ ہیں، جن میں فتاویٰ شامزئی، خطبات شامزئی، درس بخاری، شیوخ امام بخاریؒ میرا مسلک و مشرب، معارف شامزئی (درس ترمذی)، شرح مقدمہ صحیح مسلم (اصول حدیث)، مسئلہ رویت ہلال، مسلمانوں کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق اور عقیدہ ظہور مہدی وغیرہ شامل ہیں۔ 30 مئی 2004ء کو آپؒ شہید کئے گئے، اور کراچی میں مولانا یوسف لدھیانویؒ (م:2000ء) کے ساتھ جامعہ مسجد ختم نبوت کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔ (39) یہ کتاب "عقیدہ ظہور مہدی احادیث کی روشنی میں" کے عنوان سے مفتی نظام الدین شامزئیؒ نے لکھی ہے، اسی کتاب کو مفتی صاحبؒ نے 1402ھ میں تحریر فرمائی تھی۔ اور مکتبہ شامزے بنوری ٹاؤن، کراچی نے جولائی 2012ء میں شائع کیا ہے۔ یہ کتاب تقریباً 204 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے بیسیوں ایڈیشن آپؒ کی زندگی میں شائع ہوئے، آپؒ کی شہادت کے بعد یہ

کتاب از سر نو کمپیوٹر کتابت کرا کے شائع کی گئی ہے، اسی کتاب میں صحیح احادیث، محدثین اور متکلمین کے اقوال کی روشنی میں امت مسلمہ کا چودہ سو سالہ پرانا عقیدہ جس کا تعلق امام مہدی کے ظہور سے ہے پیش کیا ہے۔ اسی کتاب میں منکرین ظہور مہدی کے دلائل پر تبصرہ کیا ہے اور ان کے ماخذ کو مقدمہ ابن خلدون قرار دیا ہے۔(40) اور ابن خلدون کا مختصر تعارف پیش کیا ہے، اور ساتھ ساتھ ان کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال بھی ذکر کئے ہیں۔ منکرین عقیدہ ظہور امام مہدی کے دلائل اور اشکالات کو احادیث صحیحہ سے تسلی بخش جوابات دیئے ہیں۔ اس کتاب کو عوام اور علماء دونوں میں مقبولیت حاصل ہوئی، موضوع اور مواد کے لحاظ سے یہ اردو کی اولین کتابوں میں سے ہے، چنانچہ اس کتاب کے متعلق جسٹس (ر) مفتی محمد تقی عثمانی صاحب (پ:1944ء) مد ظلہ رقمطراز ہے:

غالباً ان کی سب سے پہلی کتاب مہدی منتظر کے بارے میں تھی جس میں انہوں نے ان تمام احادیث کی تحقیق کی تھی جن میں امام مہدی کی تشریف آوری کی خبر دی گئی ہے، اس موضوع پر اب تک جتنی کتابیں یا مقالے میری نظر سے گزرے ہیں، ان کی یہ تالیف ان سب کے مقابلے میں کہیں زیادہ محققانہ اور مفصل تھی اور میں نے اس سے بڑا استفادہ کیا۔(41)

7۔ مولانا محمد حسن جانؒ کا تعارف: آپؒ کے والد کا نام مولانا محمد اکبر جان صاحبؒ تھا۔ سلسلہ نسب کا تعلق عرب قبائل خصوصاً قریش سے ہے۔ غالباً غزوات وفتوحات کے اسلامی کے سلسلے میں آپؒ کے اجداد عرب سے افغانستان پہنچ آئے، آپؒ کے اجداد قندہار افغانستان سے پشاور کے علاقے ہشت نگر، چارسدہ، پڑانگ میں آئے اور زمانے سے یہاں مقیم رہے اور پھر یہاں وفات پاکر دفن ہوئے ہیں۔ آپؒ ضلع چارسدہ کے علاقے پڑانگ یاسین زئی محلہ میاں کلے میں یکم ذی قعدہ 1357ھ، 6 جنوری 1938ء بروز پیر پیدا ہوئے۔ آپؒ نے ابتدائی تعلیم پانچ سال کی عمر میں اپنے چچاؤں اور اپنے والد محترم سے حاصل کی۔ دارالعلوم نعمانیہ اتمانزئی میں بھی تعلیم حاصل کی۔ دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ میں بھی تعلیم حاصل کی۔ دورہ حدیث کے لیے جامعہ اشرفیہ لاہور چلے گئے یہاں مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ (م:1974ء) اور مولانا محمد رسول خان ہزارویؒ (م:1391ھ) سے فراغت حاصل کی۔ پشاور سے مولوی فاضل میں اول پوزیشن اور منشی فاضل میں دوم پوزیشن سے کامیابی حاصل کی۔ پھر 1962ء کو مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ مل گیا، وہاں یونیورسٹی میں قسم عالی میں داخل ہوئے۔ جامعہ اسلامیہ میں ہر سال دوم رہے اور آخری چوتھے سال کے امتحان میں اختبار الشہادہ العالیہ میں تمام یونیورسٹی میں اول آئے۔ قیام مدینہ کے دوران وہاں مسجد نبوی ﷺ کے شیوخ سے حفظ قرآن بھی کیا۔ قیام مدینہ منورہ کے دوران عربی میں مقالے لکھتے رہے جو عربی مجلات مثلاً المجتمع لبنانی وغیرہ میں شائع ہوتے رہے۔ مدینہ یونیورسٹی میں آپؒ نے شیخ محمد امین شنقیطیؒ (م:1973ء) اور شیخ ناصر الدین البانیؒ (م:1999ء) سے بھی استفادہ کیا 1966ء کو وطن واپس ہوئے اور دارالعلوم جامعہ اتمانزئی چاسدہ میں تدریس پر مامور ہوئے، آپؒ یہاں صدر مدرس بھی رہے۔ دوران تدریس 1971ء میں پشاور یونیورسٹی سے علوم اسلامیہ میں ماسٹر کی ڈگری گولڈ مڈل کی اعزاز کے ساتھ حاصل کی۔ اور صدارتی ایوارڈ کے حقدار بھی بنے۔ 1394ھ کو دارالعلوم ٹل کوہاٹ میں شیخ الحدیث ہو کر چلے گئے۔ اور 1976ء میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ، نوشہرہ کو بطور مدرس تشریف لائے، پھر 1983ء کو جامعہ امدادالعلوم پشاور چلے گئے اور وہاں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوگئے اور دارالعلوم سے ملحق جامع مسجد درویش کے امام وخطیب بھی تھے۔ آپؒ تدریسی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ سیاست میں بھی حصہ لیا۔ اور جمعیت العلماء اسلام سے تعلق رکھتے تھے۔ 1990ء سے 1993ء تک ممبر قومی اسمبلی بھی رہے۔ انہوں اپنے عہد میں عوامی نیشنل پارٹی کے سربراہ خان عبدالولی خان (م:2006ء) کو انتخابات میں شکست دی تھی۔ آپؒ اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر بھی رہے اس کے ساتھ ساتھ آپؒ وفاق المدارس پاکستان کے نائب امیر بھی رہے۔ آپؒ دور مضان المبارک 1428ھ 14 ستمبر 2007ء بروز ہفتہ کسی نامعلوم شخص کی فائرنگ سے شہید کئے گئے۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں النظم الاقتصادیۃ فی الدولۃ الاسلامیہ، برکۃ المغازی، مقدمۃ علوم القرآن، کلمۃ موجزۃ حول الجامعۃ الاشرفیۃ (جامعہ اشرفیہ کے حالات اور نصاب) اور احسن الخبر مبادی علم الاثر شامل ہیں۔(42)

یہ کتاب "احسن الخبر مبادی علم الاثر" مولانا محمد حسن جانؒ کی تصنیف ہے، یہ کتاب تقریباً 199 صفحات اور دس ابواب پر مشتمل ہے۔ عربی زبان میں لکھی گئی کتاب ہے، اس کتاب کو دارالکتب پشاور اور مکتبۃ المدینہ جلال آباد، افغانستان نے شائع کیا ہے۔ اس میں مصطلحات حدیث، علم

الحدیث کی غرض وغایت مفصل بیان کئے گئے ہیں۔ مصنفین صحاح ستہ کے حالات و مناقب و محاسن بسط و تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں، نیز ائمہ اربعہ اور کبار مشائخ احناف کے حالات، مناقب و محاسن بھی بڑے دلنشین انداز میں قلمبند کئے گئے ہیں۔ حدیث کی تشریعی حیثیت پر سیر حاصل تبصرہ کیا گیا ہے، منکرین حدیث کے اعتراضات کو نہایت بہترین انداز میں رد کئے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ حدیث نبوی ﷺ کو مانے بغیر قرآن مجید سمجھنا اور اس پر عمل کرنا امر محال ہے۔ حدیث نبوی ﷺ قرآن کی اجمال و اختصار کی تشریح کرتی ہے۔ حدیث کی اہمیت پر قرآن کریم کے کئی آیات لائے ہیں، اور لکھا ہے کہ حکمت سے مراد حدیث نبوی ﷺ ہیں اور اس حکمت (حدیث نبوی ﷺ) پر عمل کرنا ہم پر واجب ہے۔ منکرین حدیث کا یہ اعتراض کہ "رسول اللہ ﷺ نے ابتدائے اسلام میں حدیث لکھنے سے منع فرمایا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ کہیں قرآن مجید اور حدیث آپس میں خلط ملط نہ ہو جائیں۔ اس وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین احادیث کو قرآن مجید کی طرح یاد کرتے تھے۔" مگر جب ایک صحابیؓ نے حافظے کی کمزوری کے باعث احادیث یاد نہ رہنے کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ "اپنے داہنے ہاتھ سے مدد لو (یعنی لکھ لیا کرو۔ اور اسی طرح منکرین حدیث کے اس اعتراض کے جواب میں لکھا ہے کہ ہم انکی یہ بات نہیں مانتے کہ عہد نبوی ﷺ اور عہد صحابہ میں کتابت حدیث کی نفی کرتے ہیں۔ بیشک کتابت حدیث عہد نبوی ﷺ میں شروع ہوئی اور پھر عہد صحابہ میں بھی جاری رہی۔ اور پھر عہد نبوی ﷺ سے کتابت حدیث کے کئی واقعات بطور دلیل تحریر کئے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمروؓ (م: 664ء) نے فرمایا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث لکھنے کی اجازت چاہی تو آپؐ نے مجھے اجازت دی، پس میں حدیث لکھنا شروع کی، حضرت عبد اللہ بن عمروؓ نے اپنے مجموعہ آحادیث کو "صحیفہ الصادقہ" کا نام رکھا۔ اور اسی طرح مجاہدؒ (م: 722ء) سے بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ کے ساتھ صحیفہ دیکھا تو اس کے بارے میں پوچھا، تو آپؓ نے فرمایا کہ یہ "الصادقہ" ہے، اس میں وہ (آحادیث) ہیں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہیں۔ اس میں میرے اور آپ ﷺ کے درمیان ایک (شخص) بھی نہیں ہے۔ (43) اور اس طرح دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بھی آحادیث لکھا کرتے تھے۔

نتائج: دین اسلام کے بنیادی اور اصل ماخذ دو ہیں۔ کتاب اللہ اور حدیث نبوی ﷺ۔ بنی نوع انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم جیسے کامل اور اکمل کتاب کو آپ ﷺ پر نازل فرمایا ہے لیکن قرآن مجید اجمال اور اختصار سے کام لیتا ہے۔ حدیث قرآن مجید کے اجمال کی تشریح و توضیح کرتی ہے۔ جیسے نمازوں کے رکعات کی تعداد، فرائض، واجبات، سنن، مستحبات، مکروہات اور مفسدات نماز کی تفصیل حدیث نبوی ﷺ سے معلوم ہوتی ہے۔

حدیث جو کہ احکام کا ایک بنیادی مصدر ہے تاریخ میں ایسے بہت سے ایسے تحریکات کا ظہور ہوا ہے جنہوں نے اس کی حجیت سے مختلف طریقوں سے انکار کیا۔ علماء اسلام نے تحریری و تقریری ذرائع سے ہر دور میں ان فتنوں کا سد باب کیا۔ ان میں خیبر پختون خوا کے علماء کا وافر حصہ بھی رہا ہے۔ جنہوں نے اپنے اپنے علاقے میں اس فتنے کا تحریراً و تقریراً مقابلہ کیا۔ اور ثابت کیا ہے کہ انکار حدیث سے انکار قرآن لازم آتا ہے (یعنی حدیث کے بغیر قرآن کی فہم اور اس پر عمل کرنا ایک امر محال ہے) ان میں سے بعض علماء نے اس موضوع پر مستقل تصانیف لکھے ہیں اور بعض علماء نے ضمناً اپنے دوسرے تصانیف میں منکرین حدیث کے شبہات کے جوابات دیئے ہیں۔ ان علماء میں نمایاں نام شیخ عبد السلام رستمیؒ، شیخ سرفراز خان صفدرؒ، مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا فضل محمد یوسفزئی، مفتی نظام الدین شامزئی اور شیخ الحدیث مولانا محمد حسن جانؒ اور ڈاکٹر عبد الرزاق سکندرؒ وغیرہ بیسیوں علماء شامل ہیں۔ زیر نظر مقالہ میں ان مؤلفین کے مؤلفات کا مختصر تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔

مصادر و مراجع:

[1] ۔ شاشی، ابو علی نظام الدین احمد بن محمد، اصول الشاشی، دار الکتاب العربی، بیروت، 1402ھ/1982ء، ص 13

[2] ۔ گوہر رحمٰن، مولانا، علوم القرآن، مکتبہ تفہیم القرآن، مردان 1435ھ/2016ء، ج 2: ص 403

[3] ۔ عثمانی، محمد تقی، مفتی، حجیت حدیث، ادارہ اسلامیات، لاہور، 1410ھ/1991ء، ص 31

[4] ۔ ندوی، سید ابو الحسن علی، مولانا، تاریخ دعوت و عزیمت، مجلس تحقیقات اسلام، لکھنؤ، 1431ھ/2010ء، ج 5: ص 121

[5] ۔ سورۃ النساء: 80

[6] ۔ محمد تقی، آسان ترجمہ قرآن، سورۃ النساء: 80

[7] ۔ سورۃ الحشر: 7

[8] ۔ محمد تقی، آسان ترجمہ قرآن، سورۃ الحشر: 7

[9] ۔ سورۃ النحل: 44

[10] ۔ محمد تقی، آسان ترجمہ قرآن، سورۃ النحل: 44

[11] ۔ سورۃ الاحزاب: 36

[12] ۔ محمد تقی، آسان ترجمہ قرآن، سورۃ الاحزاب: 36

[13] ۔ سورۃ النساء: 65

[14] ۔ محمد تقی، آسان ترجمہ قرآن، سورۃ النساء: 65

[15] ۔ سورۃ آل عمران: 31

[16] ۔ محمد تقی، آسان ترجمہ قرآن، سورۃ آل عمران: 31

[17] ۔ مودودی، سید ابو الاعلیٰ، مولانا، سنت کی آئینی حیثیت، ارقم آفاق پریس، لاہور، 1434ھ/2015ء، ص 47

[18] ۔ **سرسید احمد خان (1817ء–1898ء)** برصغیر کے ایک عظیم مصلح، تعلیمی رہنما، اور جدید مسلم فکر کے بانی تصور کیے جاتے ہیں۔ وہ دہلی میں پیدا ہوئے اور مغلیہ سلطنت کے زوال اور برطانوی استعمار کے دور میں مسلمانانِ ہند کی زبوں حالی کو دیکھتے ہوئے اصلاحی جدوجہد کا آغاز کیا۔ 1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد انہوں نے مسلمانوں کی فکری، تعلیمی اور سماجی حالت کو بہتر بنانے کے لیے عملی اقدامات کیے۔

سرسید کا سب سے نمایاں کارنامہ علی گڑھ تحریک ہے، جس کا مقصد مسلمانوں کو جدید سائنسی اور مغربی تعلیم سے آراستہ کرنا تھا تاکہ وہ نئے دور کے تقاضوں کا سامنا کر سکیں۔ 1875ء میں انہوں نے محمڈن اینگلو اورینٹل کالج قائم کیا، جو بعد میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی شکل اختیار کر گیا۔ انہوں نے مسلمانوں کو انگریزی زبان سیکھنے، جدید سائنس پڑھنے اور برطانوی حکومت کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کرنے کی تلقین کی۔

فکری لحاظ سے سرسید احمد خان نے اسلام کی عقلی و سائنسی تعبیر پیش کی۔ وہ قرآن کی تفسیر عقل کی روشنی میں کرتے تھے اور معجزات کو فطری قوانین کے مطابق سمجھنے کے قائل تھے۔ ان کی مشہور تصنیف "تفسیر القرآن" اور "آثار الصنادید" ہیں۔ سرسید مذہب اور سائنس میں ہم آہنگی کے داعی تھے اور تقلید کے بجائے اجتہاد پر زور دیتے تھے۔

سرسید کی کوششوں نے برصغیر کے مسلمانوں میں جدید تعلیم کا شعور پیدا کیا اور ایک نئی فکری و تعلیمی تحریک کی بنیاد رکھی، جس نے بعد ازاں تحریک پاکستان کی فکری تشکیل میں بھی کردار ادا کیا۔ سید عبد اللہ، سرسید احمد خان اور ان کے نامور رفقاء کی اردو نثر کا فنی و فکری جائزہ، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، 1415ھ/1994ء، ص 30-32

[19] ۔ **مولوی چراغ علی (1844ء–1895ء)** ایک مسلمان مفکر، مصلح اور علی گڑھ تحریک کے سرکردہ رکن تھے۔ وہ لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور نظامِ دکن کے دیوانی دفتر میں ملازم رہے۔ چراغ علی نے اسلامی تعلیمات کی عقلی، اصلاحی اور غیر روایتی تشریح پیش کی۔ وہ قرآن کو شریعت کا اصل ماخذ سمجھتے تھے اور اجتہاد پر زور دیتے تھے، جب کہ روایتی فقہ اور حدیث کو محدود دینی ماخذ قرار دیتے تھے۔ ان کا سب سے نمایاں نظریہ جہاد کی تعبیر نو تھا، جس میں انہوں نے اسے جنگ نہیں بلکہ دفاعی اور اخلاقی جدوجہد قرار دیا۔ ان کی متعدد تصانیف انگریزی میں ہیں، جن میں A Critical Examination of the Life and Teachings of Mohammed اور Proposed Reforms under Moslem Rule شامل ہیں۔ چراغ علی نے برصغیر میں جدید اسلامی فکر کی بنیادوں کو مضبوط کیا اور سیرتِ نبویؐ کی تاریخی تحقیق پر زور دیا۔ امرتسری، ثناء اللہ، مولانا، حجیتِ حدیث اور اتباع رسول ﷺ، ہندوستان، امرتسری کتب خانہ ثنائیہ، 1348ھ/1929ء، ص 1

[20] ۔ مولوی احمد دین امر تسر ہندوستان میں پیدا ہوئے، مشہور منکرِ حدیث ہے۔ ثناء اللہ، حجیت حدیث اور اتباع رسول ﷺ، ص 1

۔ **غلام احمد پرویز** (1903ء–1985ء) برصغیر کے ایک نمایاں مسلم مفکر، مفسر قرآن اور تحریکِ فکری تجدید کے علمبردار تھے۔ وہ علامہ اقبال کے قریبی رفقاء میں شمار ہوتے تھے اور قیامِ پاکستان سے قبل آل انڈیا مسلم لیگ سے وابستہ رہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد انہوں نے دین کو "قرآنی نظامِ حیات" کے طور پر پیش کیا، جس میں مذہب کی بجائے دین کی اصل روح پر زور دیا گیا۔

پرویز صاحب نے قرآن کو دین کی واحد اور حتمی اتھارٹی تسلیم کیا اور حدیث کو صرف اس حد تک معتبر مانا جہاں وہ قرآن کے مطابق ہو۔ انہوں نے تقلیدی فکر، روایتی فقہ، اور فرقہ واریت کی سخت مخالفت کی اور اجتہاد کو اسلامی نظام کی بقا کے لیے ضروری قرار دیا۔ ان کی مشہور کتابوں میں "معاشی مسائل اور ان کا حل"، "اسلام: ایک انقلابی نظام"، "مفہوم القرآن" (قرآنی تفسیر) اور "لغات القرآن" شامل ہیں۔ انہوں نے ماہنامہ "طلوع اسلام" کے ذریعے اپنے افکار کی تبلیغ کی، جس کا مقصد "قرآن کے نظامِ ربوبیت" کو عوام کے سامنے واضح کرنا تھا۔

[21] غلام احمد پرویز کا پیغام ایک ایسے اسلامی معاشرے کا قیام تھا جو عدل، مساوات، آزادی، اور انسانی وقار پر مبنی ہو—جو محض عبادات کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک زندہ، عملی اور اجتماعی نظام ہو۔ عزیز احمد، پروفیسر، برصغیر میں اسلامی جدیدیت (مترجم ڈاکٹر جمیل جالبی)، لاہور، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، 1399ھ / 1979ء، ص 322-323

[22] ۔ wikipedia.org/wiki۔ رستم مردان کا ایک تحصیل ہے، اس کو سدھوم بھی کہا جاتا ہے، اس کی کل آبادی پانچ لاکھ ہے۔ آزاد دائرۃ المعارف

[23] ۔ مردان صوبہ خیبر پختون خوا میں پشاور کے بعد دوسرا بڑا شہر ہے، اس کا کل رقبہ 632 مربع کلومیٹر ہے، گندھارا ثقافت کا مرکز ہے۔ (ویکیپیڈیا)

[24] ۔ ایم فل مقالہ، حزب اللہ، شیخ عبد السلام کی تفسیر احسن الکلام کے فقہی جوانب کا علمی جائزہ (سورۃ الفاتحہ تا اختتام سورۃ النسآء)، نگران: ڈاکٹر گلزار علی، سیشن: 19–2017ء، شعبہ علوم اسلامیہ، عبد الولی خان یونیورسٹی، مردان، ص 7

[25] ۔ ایضاً، ص 13

[26] ۔ ایضاً، ص ١٧

[27] ۔ سورۃ الاحزاب 36:33

[28] ۔ محمد تقی، آسان ترجمہ قرآن، سورۃ الاحزاب 36:33

[29] ۔ عبد السلام، انکارِ حدیث سے انکارِ قرآن تک، دار السلام، لاہور، 1431ھ / 2009ء، ص 193

[30] ۔ دار العلوم دیوبند بھارت کا ایک اسلامی مدرسہ ہے، جہاں سنی مکتب فکر کا آغاز ہوا۔ یہ ادارہ اتر پردیش ضلع سہار نہور کے ایک قصبے دیوبند میں واقع ہے۔ (ویکیپیڈیا)

[31] ۔ ڈابھیل: صوبہ گجرات ہندوستان میں ایک قصبہ ہے جو کہ عربی اور دینی تعلیم کے لیے مشہور ہے۔ (ویکیپیڈیا)

[32] ۔ بدخشانی، عمر انور، مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نایاب مضامین خاکوں اور یادداشتوں کا مجموعہ، زم زم پبلیشرز، کراچی، 1429ھ / 2010ء، ص 12

[33] ۔ بنوری، محمد یوسف، مولانا، عقیدہ نزول مسیح علیہ السلام قرآن وحدیث اور اجماع امت کی روشنی میں، مکتبہ بینات، کراچی، 1418ھ / 1999ء، ص 42

[34] ۔ محمد زین العابدین، سید، مولانا، علمائے جامعہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن اور ان کی تصنیفی و تالیفی خدمات، زم زم پبلیشرز، کراچی، 1434ھ / 2015ء، ص 669

[35] ۔ فضل محمد، مولانا، یوسف زئی، جاوید احمد غامدی کا منشور، مکتبہ ایمان ویقین، کراچی، 1435ھ / 2016ء، ص 48

[36] ۔ محمد قاسم، تذکرہ علماء خیبر پختون خوا، دار القرآن والسنہ، ہوسئی، مردان، 1434ھ / 2015ء، ص 511

[37] ۔ صفدر، محمد سرفراز خان، مولانا، انکار حدیث کے نتائج، مکتبہ صفدریہ، گوجرانوالہ، 1440ھ / 2021ء، ص 88

[38] ۔ محمد سرفراز خان، انکارِ حدیث کے نتائج، ص 90

[39] ۔ محمد قاسم، تذکرہ علمائے خیبر پختونخوا، ص 511

[40] ۔ نظام الدین، مولانا، مفتی، عقیدہ ظہور مہدی احادیث کی روشنی میں، مکتبہ امام محمد، کراچی، 1431ھ / 2012ء، ص 115

[41] ۔ عقیدہ ظہور مہدی احادیث کی روشنی میں، ص 1

[42] ۔۔ محمد قاسم، تذکرہ علماء خیبر پختونخوا، ص 495

[43] ۔۔ محمد حسن جان، احسن الخبر، دار الکتب، پشاور، 1442ھ / 2020ء، ص 54